اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام میمنت انجام رسالہ متبرکہ و عجالہ نافعہ مسمی بہ

تشیید

فی ثبوت ضرورت التقلید

تصنیف عالم امجد و فاضل اوحد مقبول بارگاہ صمد جناب مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب

[illegible] حسب [illegible] رسالہ حنفی مذہب صوفی مشرب جناب میاں جی کریم بخش صاحب

بتصحیح جناب مولوی ظہور الدین صاحب انبہٹوی

در مطبع رحمانی شہر انبالہ باہتمام عبد الرحمن خان طبع گردید

٣٩٦٦

قیمت فی جلد (۲/)

تحریر جناب مولوی مفتی محمد شاہ دین صاحب

تحمید و تصلیہ

بندہ نے یہ رسالہ در بارہ تقلید شخصی یعنی مذہب معین از علامت لوبہ مصنفہ محبی و مشفقی مولوی مشتاق
... اکثر مقامات سے دیکھا تقریر عمدہ انشاء اللہ النفع ہے ناظرین اگر بنظر انصاف اسکو ملاحظہ فرماوینگے
تو بہت فائدہ اٹھاوینگے ... حضرات جو تقلید شخصی کے وجوب کا انکار بلکہ اسکو بدعت کہتے
ہیں انکی ... نا واقفی ہے کیونکہ بدعت وہ محدث فی الدین ہے جو زمانہ شارع علیہ السلام
میں موجود نہو اور زمانہ ... صراحتاً نہ اشارۃً نہ دلالۃً نفی اسکی جواز کی کوئی دلیل نہو اور جس امر
کی جواز کی دلیل ... زمانہ میں موجود ہو اگرچہ وہ امر موجود خارجی موجود نہو تو وہ امر بدعت نہیں ہو سکتا
بلکہ وہ امر مستحب ہوگا اگرچہ موجود خارجی کی زمانہ میں جلوہ گر ہو پس اب دیکھنا چاہئے کہ حکم وجوب مطلق تقلید
کہ تقلید مطلق کا قولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون سے ثابت ہے اور مطلق تقلید تقلید
شخصی اور غیر شخصی دونوں کو شامل ہے یعنی وجوب تقلید شخصی اور غیر شخصی علی سبیل التخییر ہوا لیکن
تقلید غیر شخصی تو طاعت فی الدین اتباع ہویٰ کو مستلزم ہے کما لا یخفی اور طاعت فی الدین وغیرہ
بالاجماع باطل ہے اور بطلان لازم مستلزم بطلان ملزوم کو ہوتا ہے علاوہ بریں وقت افتراق و اختلاف
اور اعجاب کل ذی رای برایہ کی جیسا کہ اب خود مشاہد ہے قولہ تعالیٰ و لا تفسدوا فی الارض الخ فرواد کو
فی الدنیا خو بالحدیث وغیرہ سے صرف تقلید شخصی کا وجوب ظاہر ہے اگرچہ یہ وجوب بالذات نہیں وجوب بغیرہ ہے مگر وجوب
بالذات اور وجوب بغیرہ حکم اتباع میں مساوی ہیں پس تقلید شخصی کا وجود خارجی اگرچہ بعد قرون ثلثہ یا اربعہ ہوا مگر
شرعی زمانہ شارع علیہ السلام میں اور وجوب بغیرہ ہونا اسکا اظہر من الشمس ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل او ادنی
شہید فقط الراقم مسکین محمد شاہ دین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد بندہ درگاہ ایزدی عاصی مشتاق احمد حنفی صابری برادران دین ومتبعان شرع مبین کی خدمت میں گذارش پرداز ہے کہ حسب ارشاد فیض بنیاد زبدۃ الاصفیا عمدۃ الصلحا برگزیدہ بارگاہ حضرت اللہ مخدومنا جناب شاہ جی توکل شاہ اوصلہ اللہ الی ماتمناہ اس عاصی نے مسئلہ تقلید کی تحقیق میں چند ورق لکھے ہرچند علماء اہل سنت مثل مولانا محمد ارشاد حسین مجددی رامپوری ومولانا محمد شاہ دہلوی وغیرہ ہمانے جو کچھ اس مسئلہ کی تحقیق میں احقاق حق وابطال باطل کیا وہ منصف کیواسطے کافی اور طالب ہدایت کے لئے وافی ہے مگر چونکہ انکی تصانیف ضخیم ہیں اکثر اشخاص تمام کتاب کے دیکھنے سے مجبور اور اس مسئلہ کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں بایں خیال احقر نے ایسا مختصر رسالہ لکھا جو ضخامت میں دو جزو سے بھی کم اور تعصب بیجا طرفین سے خالی اور تشدد ناروا بیجا سے بری ہو تاکہ ہر ایک مقلد اور غیر مقلد کی نظر سے گذرے اور طرفین کو فائدہ پہنچائے اور نام اسکا تسہیل فی ثبوت ضرورۃ التقلید رکھا خدا تعالیٰ شاہ صاحب ممدوح کی برکت سے میری اس تحریر کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو دولت اتفاق سے بہرہ ور کرے آمین +

اثبات مطلب سے پہلے اس امر کے اظہار کی ضرورت ہے کہ مقلد کو تقلید کی ضرورت کن مسائل میں ہے اور کونسے مسائل ایسے ہیں جنمیں تقلید کی ضرورت ہی نہیں بلکہ مجتہد ومقلد دونوں مساوی ہیں اور اس امر کے اظہار کی ضرورت

Pm 1432 E

اس واسطے ہوئی کہ اکثر حضرات غیر مقلدین ناواقف ہونیکے سبب جمہور علما اہل سنت پر یہہ گمان رکھتے ہیں کہ یہہ تمام مسائل شریعت میں خواہ ضرورت تقلید کی ہے یا نہیں ہے مجتہد ہی کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے جمہور اہل سنت تقلید مجتہد کی انہیں مسائل میں کرتے ہیں جنمیں تقلید کے بغیر حسب حکم خدا و رسول چارہ نہیں دیکھتے پس واضح ہو کہ مسائل شرع تین قسم سے ہیں ایک مسائل اعتقادیہ جیسے اللہ ایک ہے - نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قیامت برحق ہے وغیرہ وغیرہ دوسرے نفس فرائض شرعیہ جیسے دن رات میں پانچ وقت نماز کا فرض ہونا - موجودگی نصاب میں زکواۃ کا دینا - بحالت استطاعت زاد راہ حج بیت اللہ سے مشرف ہونا وغیرہ وغیرہ - تیسری قسم وہ مسائل ہیں جنکے سمجھنے میں فکر ہر مسلمان بوجہہ اختلاف روایات و ضرورۃ استنباط و استخراج کارگر نہیں ہو سکتا جیسے مسائل عدت و مہر و ربوا وغیرہ - پہلے دونوں قسموں میں تقلید کی ضرورت نہیں اعتقادیات میں ہر مسلمان کے ذمہ توحید و رسالت پر اذعان رکھنا اور ایمان لانا لازم ہے اور فرائض بوجہ تواتر و شہرۃ مابین اہل اسلام موجب ایقان ہیں - البتہ تیسری قسم میں تقلید کی ضرورت ہے سو وہ بھی اُنکے واسطے جو رتبہ اجتہاد فروع جزئیہ اور درجہ استنباط مسائل شرعیہ کا نہ رکھتے ہوں اور اسی میں مابین جمہور علما محققین و فرقہ غیر مقلدین جا بجا اور ہر ایک شہر میں مباحثہ پھیلا ہوا ہے - فریقین کے تصفیہ کی صورت وہی ہے جو اللہ کریم نے در صورت منازعت آیہ کریمہ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر میں فرما دی ہے لہذا مسئلہ تقلید کی

ے ترجمہ پھر اگر تم جھگڑو کسی چیز میں رجوع کرو اسکو طرف کلام اللہ اور اسکے رسول کی ۱۲ .

نسبت بھی ہمنے کلام الہٰی اور ارشاد حضرت رسالت پناہی کی طرف رجوع کیا سو
قرآن شریف سے تو یہہ حکم ملا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون دریافت
کرو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے موافق حکم آیہ ہذا مسائل مستنبطہ میں اہل ذکر
یعنی مجتہدین کی طرف رجوع کرنا اور انکے کہنے پر بھروسہ کرنا لازم ہوا اسیکا نام
تقلید ہے اور اسی آیہ سے ثبوت وجوب تقلید کو وقت لاعلمی امام غیر مقلدین
مولف معیار نے بھی تسلیم کرلیا ہے - عبارت معیار الحق کی یہہ ہے قال اللہ تعالےٰ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے
ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الہمام وغیرہ
اور ظاہر ہے کہ امر بالسوال آیہ میں مقید بالشرط ہی اور اصول فقہ میں محقق ہے کہ حکم
مقید بالشرط متعدی نہیں ہوتا اُس فرد میں جو مجرد ہو اُس شرط سے انتہی بلفظہ
مولف معیار نے اسجگہ یہہ تسلیم کرلیا کہ اس آیہ سے وجوب تقلید وقت لاعلمی
ثابت ہے اور اس کا اقرار بھی کرلیا کہ علامہ ابن ہمام وغیرہ نے اسی آیۃ سے دلیل
وجوب تقلید بیان کی ہے اسکے بعد مولف معیار نے اپنی جانب سے اپنے
مدعا کے ثبوت کے واسطے یہہ وجہ نکالی ہے کہ امر بالسوال آیۃ میں لاعلمی
کی شرط سے مقید ہے اگر یہہ شرط نہ پائی جاوے یعنی اس مسئلہ کا علم ہو
تو پھر تقلید کی ضرورت نہیں **اقول** جو کچھہ مولف معیار نے تحریر فرمایا ہی
ہمارا بھی مطلب ہے کہ وقت لاعلمی تقلید واجب ہے اور یہہ ہم نے پہلے بیان
کردیا کہ تقلید کی ضرورت انہیں احکام میں ہے جن کے سمجھنے میں فکر ہر مسلمان
بوجہ اختلاف روایات وضرورہ استنباط واستخراج کارگر نہ ہو سکتا ہو لہذا ایسے

احکام کا علم جس کو ہوگا وہ مجتہد کہلا ئیگا اُس کو تقلید کرنی درست نہوگی عامی کو ان
احکام کا علم نہیں ہو سکتا اس پر تقلید ہی واجب ہوگی +

اب اگر یہہ شبہ پیدا ہو کہ اِبتدا سے اثبات تقلید جب ہو سکتا ہے کہ پہلے ایسا مسائل
کا موجود ہونا اور مکلفین کو پیش آنا ثابت ہو جو بلا شرائط اجتہاد عام عباد کے فہم میں
نہ آسکتے ہوں اور علماء متقدمین مستندین نے بھی اس ضرورت کو تسلیم کرلیا
ہو۔ جواب اس کا یہہ ہے کہ بلا شبہ جمہور علماء اہل سنت نے اس امر کو مانا ہوا ہے
اور جا بجا ایسے مسائل میں تقلید کی تشریح کی ہوئی ہے چونکہ ہمیں اختصار مدنظر ہے
اسواسطے صرف ایک کتاب قول سدید مصنفہ ابن ملا فروخ مکی کی عبارت جو
غیر مقلدین کے نزدیک معتبر کتاب ہے نقل کی جاتی ہے حیث قال واما لا یتوصل الیہ الا بطریق
من النظر والاستدلال فمن کان قادرعلیہ بتوفر الآلۃ وجب علیہ فعلہ کالائمۃ المجتہدین قول سدید صفحہ ۶
ومن لم یکن لہ قدرۃ وجب علیہ اتباع من ارشدہ الی ما یکلف بہ ممن ہو من اہل النظر
والاجتہاد والعدالۃ و سقط عن العاجز تکلیفہ بالبحث والنظر بعجزہ لقولہ تعالی لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا ولقولہ عزوجل فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ترجمہ لیکن
وہ احکام جو نہیں حاصل ہو سکتے مگر نظر اور استدلال سے پس جو شخص قادر ہو
اُن پر نظر و استدلال یعنی اجتہاد سے اُسکو اجتہاد ہی سے حاصل کرنا واجب
ہے جیسی کہ آئمہ مجتہدین ہیں (کہ وہ خود اجتہاد کرتے ہیں) اور جسکو اس کی قدرت
نہیں اُسپر واجب ہے اتباع اس شخص کا جو پہونچادے اُسکو اس مسئلہ پر مجتہدوں میں سے
اور ساقط ہو جائیگی یہہ تکلیف بحث نظر کی عاجز سے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہیں تکلیف دیتا
اللہ کسی کو مگر مقدار اسکی طاقت کے دوسری جگہ فرماتا ہے سوال کرو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے

اگر کسیکو یہہ شبہہ گذرے کہ اس عبارت سے اسقدر تو ضرور معلوم ہوا کہ بعض احکام ایسے ہیں
اُن کے سمجھنے اور استنباط کرنیکی لیاقت مجتہد کے سوا غیر مجتہد کو نہیں ہوتی اور یہہ بھی معلوم
ہوا کہ ایسی حالت میں غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کرنی پڑیگی لیکن مجتہد عام ہے خصوصیت
ان چاروں مجتہدوں اور مذاہب اربعہ مروجہ کی کہاں سے ثابت ہوئی جواب اس کا
یہہ ہے کہ بعد استقرار تام و تفحص بالاکلام جملہ علماء کرام اہل سنت عظام یہہ امر محقق
ہو چکا ہے کہ مسائل استنباطیہ مابین اہل سنت میں قابل اعتماد مجتہد اربعہ ہی ہیں
چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب جو طرفین میں مستند ہیں کتاب عقد الجید میں درباب
ثبوت تقلید فرماتے ہیں۔ منہا ان الامۃ اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ
فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وہکذا فی کل
طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذلک لان الشریعۃ لا یعرف
الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقۃ عمن قبلہا بالاتصال ولا
بد فی الاستنباط من ان یعرف مذاہب المتقدمین لئلا یخرج من اقوالہم فیخرق الاجماع
ویبنی علیہا ویستعین فی ذلک بمن سبقہ الی قولہ واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف
فلا بد ان یکون اقوالہم التی یعتمد علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشہورۃ
وان یکون مخدومۃ بان یبین الراجح من محتملاتہا ویخصص عمومہا فی بعض المواضع
ویقید مطلقہا فی بعض المواضع ویجمع المختلف فیہا ویبین علل احکامہا
والا لم یصح الاعتماد علیہا ولیس مذہب فی ہذہ الازمنۃ المتاخرۃ
بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ **ترجمہ** تقلید کی
ایک دلیل یہہ ہے کہ امت جمع ہوئی ہے اس پر کہ

شریعت کے پہچاننے میں سلف پر بھروسہ کریں تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا تبع تابعین نے تابعین پر اسطرح ہر طبقہ میں علماء اپنے سے پہلوں پر بھروسہ کرتے چلے آئے ہیں اور عقل کی نزدیک بھی پسندیدہ ہے کیونکہ شریعت کو دو ہی صورت سے پہچان سکتے ہیں ایک نقل سے دوسری استنباط سے اور نقل کی یہہ صورت ہے کہ پچھلے پہلوں سے بطور اتصال نقل کریں اور استنباط یعنی اجتہاد میں متقدمین کے مذہب کا پہچاننا ضروری ہے تاکہ اُنکے اقوال سے نہ نکلی پھر اجماع کے خلاف ہو لہذا متقدمین کے مذہب پر بنیاد کرے اور مدد لے سابقین سے اور جبکہ سلف پر اعتماد ثابت ہوا بس ضرور ہے کہ اقوال اُنکے جنپر بھروسہ کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے منقول ہوں یا مشہور کتابوں میں مدون ہوں اور خوب خدمت کیے گئے یعنی تنقیح کیے گئے ہوں باین طور کہ جسمیں کئی احتمال ہوں راجح کو بیان کردیا ہو اور بعض موقع پر عام کو خاص کردیا ہو اور مطلق کو مقید بنا دیا ہو تاکہ مختلف جمع ہو گیا ہو اور احکام کے علل بیان کردیئے گئے ہوں اگر یہہ امور نہ ہوں تو سلف پر اعتماد صحیح نہ ہوا اور اس زمانہ متاخر میں اس صفت کا کوئی مذہب نہیں ہے سوائے ان چاروں مذہبوں کے انتہی ۔

حضرت ممدوح کے کلام بلاغت التیام سے چند امور پر مستفاد ہوئے اول یہہ کہ شریعت کے پہچاننے کے واسطے دو امر کی ضرورت ہے ایک نقل صحیح کا بہم پہونچنا جیسا اسناد علم حدیث میں ہے دوسرے ملکہ استنباط اور اجتہاد کا حاصل ہونا لہذا جسکو ملکہ استنباط حاصل نہیں ہوگا وہ صرف نقل کرنے سے معرفت شریعت اور علم احکام حاصل نہیں کر سکتا اُسکو حسب ارشاد رب کریم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور پھر علماء اہل اجتہاد کا اتباع کرنا
لازم ہوگا اسیکا نام تقلید ہے دوسرے حضرت ممدوح کے کلام سے یہہ بھی
مفہوم ہوا کہ اس زمانہ میں ہرچند کسیکو درجہ استنباط حاصل ہو پھر بھی
اُس کو سلف پر بھروسہ کرنا اور اُن کے اقوال کا اتباع کرنا لازم ہوگا +
تیسرے اس کلام سے یہہ بھی سمجھا گیا کہ جسقدر شرایط نقل احادیث اور
مراتب استنباط میں چاہئیں وہ سب ان چاروں مذہبوں میں موجود
اور دوسروں میں مفقود ہیں لہذا قابل اعتماد یہی چاروں ہیں +
پھر اگر کسیکو یہہ شبہہ گذرے کہ اس عبارت شاہصاحب سے مستند ہونا
انہیں چاروں مذہبوں کا اور ماسوا ان کے سب کا غیر معتبر ہونا (یعنی
گروہ اہل سنت سے الگ ہونا) بیشک ثابت ہوا مگر تعین مذہب واحد کا
جو عبارت تقلید شخصی سے ہے وہ کس طرح ثابت ہوا جواب اس کا
یہہ ہے کہ اسکا ثبوت بھی اسی آیت فاسئلوا اہل الذکر الخ سے ہوا کیونکہ
آیت ہذا میں تو مطلق اہل ذکر سے دریافت کرنے اور اُن پر بھروسہ کرنیکا
حکم ہے پس دو حال سے خالی نہیں دریافت کرنیوالا یا جمیع افراد مطلق یعنی
اہل ذکر سے دریافت کریگا یا بعض سے صورت اول کا وقوع محال اور داخل
تکلیف مالا یطاق ہے ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور صورت ثانی
یعنی بعض سے دریافت کرنے اور بعض سے نہ کرنے میں اگر وجہ ترجیح یعنی
کسی خاص اہل ذکر کی نسبت حسن ظن کا ہونا موجود نہیں تب تو ترجیح
بلا مرجح لازم آویگی اور وہ ناجائز ہے۔ اور اگر وجہ ترجیح یعنی حسن ظن موجود ہے

تو دریافت کرنیوالے کو اختیار ہے جسپر اُسکو حسن ظن ہو اور جس مجتہد کے استنباطات اُسکے
نزدیک زیادہ ترکتاب وسنت کے موافق ہوں اُس سے دریافت کرے مثلاً مقلدان
مذہب حنفی کو حضرت امام اعظم پر زیادہ اعتقاد اور حسن ظن ہے وہ اُنکے مقلد ہیں۔
اور مقلدان مذہب شافعی کو حضرت امام شافعی پر زیادہ عقیدت اور حسن ظن ہے وہ اُنکے مقلد رہیں۔
اگر کوئی یہہ کہے ممکن ہے کہ مقلد کو بعض مسائل میں ایک امام کے ساتھہ حسن ظن اور بعض
دوسروں میں دوسرے امام کے ساتھہ اعتقاد ہو پھر خاص ایک مجتہد کی تقلید کی ضرورت
نہیں ہوگی جواب اسکا یہہ ہے کہ اس صورت میں علاوہ ملاعبت فی الدین کے تلفیق
لازم آویگی اور وہ بالاجماع باطل ہے صورت اُس کی یہہ ہے مثلاً ایک شخص نے
قلتین سے کم پانی میں باوجود نجاست گرجانیکی وضو کی اور چوتھائی سر سے کم پر
مسح کیا نماز اُسکی باطل ہوگی امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تو پانی نجس
ہونیکے سبب اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مسح مقدار فرض ادا نہ
ہونیکے سبب چنانچہ درالمختار اور ردالمحتار صفحہ ۵۱ میں ہے التلفیق باطل بالاجماع
اور ایسا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب نے سوالات عشرہ میں فتویٰ دیا ہے اور میزان کبری
صفحہ ۴۴ میں امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں یجوز للحنفی ان ینتقل الی مذہب الشافعی
وبالعکس لکن بالکلیۃ واما فی مسئلۃ فلا یمکن کما لو خرج دم من بدن حنفی وسال
فلا یجوز لہ ان یصلی مقلداً لمذہب الشافعی فی ہذہ المسئلۃ فان صلی بطلت صلوتہ انتہی۔ جائز ہے
شافعی کو حنفی بنجانا لیکن تمام مسائل میں۔ ایک مسئلہ میں درست نہیں جیسے
حنفی کے بدن سے خون نکلکر بہا اُسکو جائز نہیں ہے کہ وہ دھونے سے پہلی نماز پڑھے اور
اُسی مسئلہ میں امام شافعی کی پیروی کرے اگر اُسنے نماز پڑھی تو اُسکی نماز باطل ہوگی

اگر کسی کو یہہ شبہ گذرے کہ اسقدر اختلاف آرا مجتہدین میں کیوں پیدا ہوا اور شریعت سے اسکی کیا سند ہی اور اس اختلاف کا کیا فائدہ ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ ہر ایک مجتہد کو اپنے ہی اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہی دوسرے کی تقلید جائز نہیں اسواسطے جب کسی ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد سے مختلف ہوا تو لامحالہ اختلاف پیدا ہوا دوسرے جس مسئلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف احادیث روایت کیگئیں اُنکے دفع تعارض میں ائمہ کے اقوال مختلف ہوئے تیسرے بعض لغات ہی ایسے ہیں جو معانی متعددہ میں مشترک ہیں مثلاً لفظ قُرء کہ اس میں حیض و طہر دونوں معنی کا احتمال ہی اور شریعت سے سند اس اختلاف کی اس طور ہے کہ جب جنگ احزاب سے حضرت رسالتپناہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ واپس ہوئے صحابہ کو ان الفاظ سے حکم دیا۔ لا یصلین احد العصر وفی روایۃ الظہر الا فی بنی قریظۃ نہ پڑہی تم میں کوئی عصر کی نماز یا ظہر کی مگر بنی قریظہ میں راستہ میں عصر کا وقت آگیا بعض صحابہ نے تو اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا یعنی راستہ میں نماز نہ پڑہی اور بعض نے یہہ اجتہاد کیا کہ غرض اس ارشاد سے جلدی پہنچنا ہے نہ نماز کا قضا کرنا اسواسطے نماز راستہ میں وقت پر ادا کی جب یہہ معاملہ حضرت رسالتپناہ کے سامنے پیش ہوا تو دونوں میں کسی پر ناراضی ظاہر نہیں فرمائی بلکہ دونوں سے خوش ہوئے لہذا معلوم ہوا کہ یہہ فروعی اختلاف مجتہدین شارع کے نزدیک پسندیدہ اور موجب رحمت ہی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سئلت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما ہم علیہ من اختلافہم فہو عندی علی ہدی۔ سوال کیا میں نے رب اپنے سے میرے بعد صحابہ کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے سے پس وحی بہیجی میرے پاس

یارسول اللہ بیشک تیرے صحابہ میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے ستاروں کی ہیں بعض تارے بعض سے روشن ہیں پس جسنے اُنکے اختلافات فروعی سے کوئی چیز پکڑی اور اسپر عمل کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے کذا فی المشکوۃ و شروحہ - اس حدیث کی نسبت علما کے اقوال مختلف ہیں بعض موضوع کہتے ہیں بعض ضعیف بتلاتے ہیں مگر یہہ حدیث و متعدد طرق سے حدیث کی کئی کتابوں میں روایت کیگئی ہے لہذا موضوع کہدینیکواسطے کوئی قوی دلیل نہیں ہاں ضعیف ہے اور ضعیف حدیث جب فضائل اعمال میں مقبول ہے تو فضائل اجال بدرجہ اولی مقبول ہوگی واللہ اعلم اور مجمع البحار صفحہ ۲۷۳ میں اس حدیث کے ساتھہ یہہ جملہ بھی لکھا ہے - واختلاف الائمۃ للامۃ رحمۃ - اماموں کا اختلاف امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور مولانا حافظ احمد علی صاحب - محدث سہارنپوری نے اپنے رسالہ الدلیل القوی علے ترک القراۃ للمقتدی میں یہہ حدیث بھی نقل کی ہے اختلاف امتی رحمۃ غرض اعیان امت احمدیہ اور مجتہدان ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کا فروعی مسائل میں اختلاف کرنا موجب رحمت ہے +

اگر کسی کو یہہ شبہہ گذرے کہ حدیث صحیح میں اختلاف سے ممانعت بھی آئی ہے یہاں تک کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انما ھلک من کان قبلکم باختلافھم فی الکتاب پہلی امتوں میں جو ہلاک ہوے کتاب میں اختلاف کرنے کی سبب ہلاک ہوئے - جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ اختلاف نہی عنہ فروعی اختلاف نہیں بلکہ یہہ وہ اختلاف ہے جس کے سبب اصول دین میں تبدیل اور کتاب اللہ میں تحریف ہوتی ہو جیسا یہود و نصاری نے توریت و انجیل میں کیا چنانچہ اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں - واما الاختلاف فی استنباط فروع الدین ومناظرۃ

صفحہ ۱۰۲ مطبع رحیمی

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۳۹

اہل العلم فی ذالک علے سبیل الفائدۃ و اظہار الحق فلیس منہیا عنہ بل ہو
مامور بہ و فضیلتہ ظاہرۃ وقد اجمع المسلمون علی ہذا من عہد الصحابۃ الی الآن واللہ اعلم
لیکن اختلاف فروع دین کے استنباط کرنے اور بطور اظہار حق اور فائدہ کے
اس میں اہل علم کا مناظرہ اور اختلاف کرنا ممنوع نہیں بلکہ مامور بہ
ہے اور ظاہر فضیلت ہے صحابہ کے زمانہ سے اب تک مسلمانوں نے
اس پر اجماع کیا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے انتہی +

الحاصل جب شارع علیہ السلام کے سامنے مابین صحابہ ایک حکم خاص
میں فروعی اختلاف ثابت ہوا اور اختلاف کرنیوالونکو منع نہیں فرمایا پھر آیندہ
کیواسطے اختلاف صحابہ اور اختلاف امت کو رحمت قرار دیا تو اختلاف
مجتہدین پیشوایان اہل سنت باعث رحمتہ لہذا لامتہ ہوا نہ موجب فساد
وقباحت جیسا بعض ناواقف غیر مقلیدوں کا گمان ہے اور وجہ اس بدگمانی میں پڑنیکی
یہہ ہوئی کہ ان ناواقفوں نے اسقدر تحقیق نہ کی کہ اختلاف منہی عنہ وہ ہی جو اصول
دین میں ہو اور یہہ اختلاف فروعی مامور بہ اور پسندیدہ ہے۔ سنن دارمی باب
اختلاف الفقہا صفحہ ۸۰ میں یہہ حدیث موجود ہے اخبرنا یزید بن ہارون بن حماد بن سلمتہ
عن حمید قال قیل لعمر بن عبد العزیز لو جمعت الناس علی شئی قال ما یسرنی انہم لم یختلفوا
قال فکتب الی الآفاق اوالی الامصار لیقضی کل قوم بما اجمع علیہ فقہائہم۔ عمر بن عبد العزیز سے کہا
گیا کہ کاش آپ مسلمانونکو ایک بات پر جمع کردیں جواب دیا کہ مجھے پسند نہیں آتا کہ انمیں اختلاف فروعی
نہ ہو راوی کہتا ہے پھر اپنے قلمرو میں لکھہ بھیجا کہ سب شخص اپنے اپنے فقہا کے اجتماع پر حکم
کریں اور علامہ سیوطی نے جزیل المواہب میں فرمایا ہے۔ اعلم ان اختلاف المذاہب
فی ہذہ الملتہ نعمتہ کبیرۃ وفضیلتہ عظیمتہ ولہ سر لطیف ادرکہ العالمون وعمی عنہ الجاہلون
حتی سمعت بعض الجہال یقول النبی جاء بشرع واحد فمن این مذاہب اربعتہ

کذا فی الدلیل القوی جان ای مخاطب مذہبوں کا اختلاف اس امت میں بڑی رحمت اور ہماری فضیلت ہے اور اس میں ایک عجیب بھید ہے جسکو عالموں نے معلوم کر لیا ہے اور جاہل اُس سے نابینا ہیں یہاں تک کہ بعض جاہلوں کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ نبی تو ایک شریعت لائے ہیں یہہ چار مذہب کہاں سے ہو گئے +

تنبیہہ

واضح ہو کہ یہہ اعتراض نسبت اختلاف مجتہدین حضرات غیر مقلدین نے مذہب شیعہ کے علماء سے اخذ کر کے مقلدین اہل سنت پر کیا ہے مفصل ذکر اسکا تحفہ اثناعشریہ کے کید بست و نہم میں موجود ہے اور جواب اسکا حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح تحریر فرمایا ہے -- و عجب است از شریف مرتضی کہ دریں حکایت کثرت اختلاف را نسبت با اہل سنت کردہ حالانکہ اہل سنت را در اصول عقائد و اعمال اختلافی نیست اگر اختلافی ہست در فروع است و آنہم منجر بہ تضلیل و تکفیر ہمدگر نمیشود و معہذا اختلاف را اتفاق کمتر است بعد تفحص و استقراء مجموع مسائل مختلف فیہا در مذاہب اربعہ سہ صد و چند مسئلہ فرعی یافتہ اند کہ دراں نص صریح موجود نیست انتہی - حاصل جواب شاہ صاحب کا یہہ ہے کہ مجتہدین اربعہ اہل سنت میں مسائل مختلف فیہا کل تین سو اور چند ہیں مگر وہ ایسی موقع پر ہیں جہاں شارع سے نص صریح موجود نہیں ہے +

اگر یہہ شبہہ پیدا ہو کہ کلام الٰہی میں کئی جگہ یہہ ارشاد فرمایا ہے قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کہدے اے ہمارے نبی اطاعت کرو تم خدا اور رسول خدا کی غرض دو ہی قسم کی اطاعت کا حکم دیا ایک اطاعت خدا کا دوم اطاعت رسول اللہ کا تیسری اطاعت کا ذکر نہیں پھر تقلید کسی مجتہد کی کیسے اور کسطرح درست ہوئی - جواب اسکا یہہ ہے کہ جب ہمنے موافق حکم آیتہ سابقہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اہل ذکر کی پیروی کی تو یہہ اطاعت خدا اور رسول خدا ہی کی ہوئی غرض اہل ذکر کی تقلید کرنے سے مطیعین میں داخل ہوئی

اور رجا سکے خلاف رہے وہ غیر مطیعین کے مصداق بنے - دوسرے جواب یہہ ہے
کہ ان آیات میں کوئی کلمہ انحصار کا نہیں بلکہ دوسری آیۃ یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واُولی الامر منکم میں علاوہ اطاعت خدا و رسول کے تیسیری اطاعت
اولی الامر کا بھی ارشاد ہے اور دوسری جگہ فرمایا ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر
منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم غرض ان دونوں آیتوں میں اولی الامر کیطرف بھی
رجوع کرنیکا حکم ہے مگر جو اولی الامر درجہ اجتہاد کا رکھتے ہوں ہرچند موبقق شان نزول
آیۃ ہذا بعض روایات کے مطابق اولی الامر سے امرار لشکر مراد ہیں لیکن حسب قاعدہ علم اصول
العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد صرف امراہی مراد نہ ہونگے بلکہ فرد کامل اس عموم کے
علمار مجتہدین ہونگے - چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اسکو ترجیح دی ہے اور ایسا ہی
حضرت ابن عباس او جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کما فی المعالم وغیرہ +
اب اگر یہہ شبہ پیدا ہو کہ مذہب اہل سنت وجماعت میں اطاعت دو ہی قسم کی ثابت ہوتی
ہے ایک اطاعت اللہ جلشانہ کی دوسری اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسیری
قسم کی اطاعت کے قائل روافض ہی ہیں کہ اطاعت ائمہ اہل بیت کو مثل اطاعت
خدا اور سول خدا بطور استقلال فرض جانتے ہیں +

جواب اسکا یہہ ہی کہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ جو اس امتہ میں بد ترین فرق
مبتدعین سے ہیں ائمہ اہل بیت پر نزول وحی کے قائل اور انکی اطاعت بالاستقلال
کے معتقد اور ائمہ کو انبیا کی طرح معصوم جانتے ہیں اور فرقہ ناجیہ اہل سنت جماعت
نبی کے سوا اور کسی بشر کو معصوم نہیں کہتے مجتہد کو مخطی و مصیب مانتے ہیں اور
اطاعت بالاستقلال کے معتقد نہیں بلکہ مجتہدین کو محققین شریعت سمجھکر بالتبع انہیں احکام
میں اطاعت کرتے ہیں جنکو بوجہ اختلاف روایات یا ضرورۃ استنباط خود نہیں سمجھ سکتے
اور فریضہ عادلہ سے انہیں احکام کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ کیونکہ فریضۂ عادلہ سے احکام اجتہادیہ
مراد ہیں اسیواسطے قیاس مجتہد کو مظہر کتاب سنت کہتے ہیں ۔مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
عقد الجید میں فرماتے ہیں واذا تحقق عندک مابیناہ علمت ان کل حکم یتکلم فیہ المجتہد
باجتہادہ منسوب الی صاحب الشرع علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اما الی لفظ او الی علۃ
ماخوذۃ من لفظ ۔جب ثابت ہو گیا تیرے نزدیک جو ہمنے بیان کیا جان لیا تونے
جس حکم میں مجتہد اپنے اجتہاد سے کلام کرے وہ صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کیطرف منسوب ہے (یعنی مجتہد کا قول درحقیقت حضرت رسول اللہ ہی کا حکم ہے)
یا شارع کے لفظ کیطرف منسوب ہے یا کسی علۃ کیطرف منسوب ہے جو شارع کے لفظ
سے اخذ کیگئی ہے اس تقریر سے دور ہوا وہ شبہ غیر مقلدین کا جو بار بار زبان پر لاتے
ہیں خدا اور رسول کے سوا دوسرے کیکی اطاعت اور تقلید درست نہیں ہو سکتی
اسواسطے کہ اگر انکی مراد یہہ ہے کہ بالذات و بالاستقلال کسی دوسریکی اطاعت
درست نہیں آمنا وصدقنا تمام اہل سنت جماعت کا یہی عقیدہ ہے اور اگر یہہ مراد ہے
کہ بالتبع و بالعرض بھی درست نہیں یہہ اہل سنت کے خلاف اور مضمون آیات
مذکور بالا کے متناقض ہے ۔

فائدہ

تمام گروہ اہل سنت جماعت قدیماً وحدیثاً اپنے پیشوایان فقہ وحدیث دونوں پر دین کے
معاملہ میں اعتبار کرتے چلے آئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی کلام (ان الامۃ اجمعت
علی ان یعتمدوا علی السلف الخ) جو پہلے نقل کیگئی وہ اس مضمون کو واضح طور پر بتلا رہی ہے
مگر تعجب ہے حضرات غیر مقلدین نے جمہور اہل سنت کی خلاف یکطرفی یعنی فقہا کی نسبت بدظنی پیدا کر لی اور
محدثین کی نسبت حسن ظنی کا دعوی ہے جسکے لئے کوئی دلیل شرعی ان کے پاس
نہیں مثلاً کہیں کسی آیۃ یا حدیث یا قول صحابی سے یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ خاص امام
بخاری مثلاً یا امام مسلم یا امام ترمذی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جو حدیث

حدیث استاد سے سنی وہی معتبر ہے مثلاً امام بخاری نے فرمایا حدثنا فلان یعنی فلان اُستاد نے ہمسے یہہ حدیث بیان کی اب اس امر کا ثبوت کہ فی الواقعہ امام بخاری نے اپنے اوستاد سے سنا کبھی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہو سکتا ہاں حسن ظن سے (جسپر تمام فرقۂ ناجیہ اہل سنت کی بنیاد ہے) ہو سکتا ہے سو جیسا حسن ظن آئمۂ حدیث کی نسبت اہل سنت کو ہے ویسا ہی آئمہ مجتہدین کی نسبت ہے مجتہدین حدیث اور فقہ دونوں کو جامع ہیں کیونکہ فقیہہ یعنی مجتہد بغیر محدث بننے کے ہو نہیں سکتا اجتہاد کی شرائط یہہ ہیں کہ مجتہد علم کتاب اللہ اور علم سنت رسول اللہ اور اقاویل علماء سلف اجماع وغیر اجماع اور علم لغت و علم قیاس سے ماہر ہو غرض جب علم سنت رسول اللہ کا ہونا منجملہ شرائط اجتہاد ہوا تو جو مجتہد ہوگا وہ محدث ضرور ہوگا اور محدث بھی کیسا کہ جملہ اقسام احادیث سے واقف ہو چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید صفحہ ۶ میں امام بغوی سے مجتہد کی شرائط نقل کرتے ہیں۔ فیجب ان یعلم من علم الکتاب الناسخ والمنسوخ والمجمل والمفسر والخاص والعام والمحکم والمتشابہ والکراہیۃ والتحریم والاباحۃ والندب والوجوب ویعرف من السنۃ ہذہ الاشیاء ویعرف منہا الصحیح والضعیف والمسند والمرسل ویعرف ترتیب السنۃ علی الکتاب وترتیب الکتاب علی السنۃ الی آخرہ - پس واجب ہے یہہ کہ جانے مجتہد علم کتاب سے ناسخ اور منسوخ کو مجمل اور مفسر کو خاص اور عام کو محکم اور متشابہ کو کراہت اور حرام کو اباحت اور مستحب اور واجب کو اور پہچانے حدیث میں ان چیزوں کو (جو مذکور ہوئیں) اور پہچانے صحیح حدیث اور ضعیف مسند اور مرسل کو حدیث کو کتاب پر اور کتاب کو حدیث پر ترتیب دینا جانتا ہو انتہی - غرض تمام اہل سنت کے نزدیک مجتہد کیواسطے محدث ہونا شرط اول ہے پہر کیا وجہ ہے کہ حضرات غیر مقلدین نے اہل سنت سے برخلاف ہو کر فقہاء اربعہ اہل سنت پر بدظنی پیدا کی ہے اور اس درجہ بدگمانی کی کہ الدین

کتب فروش وغیرہ نے یہہ دعوی کیا کہ حضرت امام اعظم کو سترہ حدیث سے زیادہ نہیں
پہونچیں اور ایک کتاب تاریخ مصنفہ ابن خلدون سے سند پیش کی جنمیں بلفظ یقال کسی مجہول
قائل کا قول نقل کیا ہے جسکی عبارت یہہ ہے۔ یقال بلغت روایتہ الی سبعۃ
عشر حدیثا او نحوہا کہا جاتا ہے کہ پہونچی روایت امام صاحب کی سترہ حدیث تک یا اسکے
قریب۔ اب محی الدین سے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ جمہور علماء اہل سنت حتی کہ امام مالک
امام شافعی امام احمد بن حنبل امام جعفر صادق وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اور جمہور سلف خلف
نے جو حضرت امام اعظم کے اجتہاد کو تسلیم کرلیا اور رئیس الفقہا مانا تو محدث ہونیکا بہی اقرار
کیا کیونکہ مجتہد ہونیکے واسطے علم احادیث و اقوال و آثار صحابہ کا ہونا شرط اول ہی اُن سبکا
اعتقاد صحیح تہا یا ایک قول مجہول (جسکے قائل کا بہی پتا نہیں اور جسکا ناقل کوئی محدث نہیں بلکہ
مورخ ایک تاریخی کتاب میں نقل کرتا ہی) سبکے مقابلہ میں درست ہوگیا۔ پہر اسکے بہی یہہ معنی نہیں کہ
آپکو علم حدیث نہ تہا بلکہ اسکے معنی یہہ ہیں کہ آپ سے روایت حدیث اسقدر ہوئی اور یہ اُسکی وجہ احتیاط
تہی جسکو اس قائل نے بہی تسلیم کیا ہی چنانچہ بعض صحابہ کبار مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ
سے بہی ایسا ہی ہوا کہ سب سے زیادہ حدیث جانتے تھے اور نہایت کم روایت فرماتے تھے
غرض اس قول مجہول پر بہی نفی علم احادیث نہیں ہوتی پہر جو محی الدین نے دہوکہ دیا اور
مسلمانونکو اُنکے امام کیطرف سے بدظن کرنا چاہا یہہ امر اسلام سے تو بعید ہے مگر محی الدین اور اُنکے
ہوا خواہوں کا مشرب ہی ہے رات دن اسی کام میں مصروف اور اسی خیال میں مشغوف ہیں
کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا مسانید روایات امام اعظم سے اگر
قطع نظر کیجائے اور صرف تصانیف تلامذہ امام کی دیکہی جاویں جنمیں بذریعہ امام بسند
مسلسل احادیث و آثار مروی ہیں جیسے موطا اور کتاب الحجج و سیر کبیر امام محمد و
کتاب الخراج امام یوسف و کتاب الآثار امام محمد تو بہی صدہا روایتیں برآمد ہونگی
تیرہ روایتیں تو مسلسل حضرت امام سے صرف موطا ہی میں موجود ہیں مصنف ابن ابی

شیبہ میں بہت روایتیں بسند متصل حضرت امام سے موجود ہیں شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار طحاوی اور تصانیف دار قطنی و بیہقی میں حضرت امام سے روایتیں موجود ہیں علاوہ ازیں موافق تصریح ابن حجر وغیرہ کے حضرت امام کے مشائخ چار ہزار ہیں کیا چار ہزار سے صرف سترہ ہی حدیثیں سنیں فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

سوال

اس تمام تقریر سابق ولاحق سے جواز تقلید مجتہد واحد کا مسائل اجتہادیہ میں ضرور ثابت ہوا مگر وجوب تقلید شخصی کی کیا دلیل ہے۔

جواب

وجوب دو قسم کا ہے وجوب بالذات جو ابتداءً سے واجب ہو دوم وجوب بالغیر جو بوجہ عروض عوارض واجب ہو گیا ہو وجوب تقلید شخصی قسم دوم سے ہے یعنی اگر مقلدین کو تقلید شخصی کا چھوڑ دینے اور ہر ایک امام کے مسئلہ پر عمل کرنے کی اجازت دیجائے تو جو مقاد تکلیف شرعی سے ہے وہ اڑ جائے اور معاملہ شرع شریف بمنزلہ لہو و لعب کے ہو جائے والملاعبۃ مع احکام الشرع حرام والاجتناب عن الحرام واجب فالتقلید واجب۔ اس مضمون کو ملا علی قاری اپنے رسالہ تشییع الفقہاء الحنفیہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ بل یجب علیہ حتماً ان یعین مذہبا من المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفۃ وغیرہم ولیس لہ ان ینتقل من مذہب الشافعی فی بعض ما یہواہ ومذہب ابی حنیفۃ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذالک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکالیف لان مذہب الشافعی اذا اقتضی تحریم شیء ومذہب ابی حنیفۃ حل ذالک الشیء بعینہ او علی العکس فہو ان شاء مال الی الحل وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرام وفی ذالک اعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستعمال

قاعدۃ و ذالک باطل انتہی ترجمہ بلکہ واجب ہے ہر ایک مقلد پر ان مذہبوں
میں سے ایک مذہب کا معین کرنا یا تمام واقعات اور فروع میں مذہب شافعی
اختیار کرے یا مذہب مالک یا مذہب ابیحنیفہ وغیرہ اور یہہ جائز نہیں کہ نسبت کرے
مذہب شافعی ہیں سے بعض خواہشات کی موافق اور مذہب ابیحنیفہ میں سے
باقی پسندیدہ مسائل کی مطابق اسواسطے کہ اگر ہم یہہ جائز رکھیں تو شریعت
میں خبط پیدا ہو گا اور ضبط احکام نہ رہیگا اور انجام اسکا احکام شرعیہ کے
اٹھا دینے کیطرف رجوع کریگا اسواسطے کہ جب مذہب شافعی کی موافق کوئی
چیز حرام ہو اور وہی چیز مذہب ابیحنیفہ میں حلال ہو یا برعکس ہو پس وہ شخص اگر
چاہیگا حلال کیطرف رجوع کریگا اور اگر چاہیگا حرام کیجانب مائل ہو گا پس حلال و
حرام متحقق نہ ہو گا اور اسمیں تکلیف شرعی باطل اور فائدہ اسکا معدوم اور فائدہ
مفقود ہو گا اور یہہ باطل ہے انتہی - اور یہہ مضمون ملا علی قاری کا ماخوذ ہے
آیۃ کریمہ یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما سے یعنے کفار حلال جانتے ہیں
اسکو ایک سال اور حرام جانتے ہیں ایک سال اور اسی فساد کیطرف حضرت مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۳۶ میں اشارہ کیا ہے عبارت
بلفظہ یہہ ہے اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ و فی الاعراض
عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ - ترجمہ جان اے مخاطب ان چاروں مذہبوں کی اتباع
میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے منحرف ہونے میں بڑا مفسدہ ہے *
بعض غیر مقلدین نے اس عبارت شاہ صاحب کا دو طرح جواب دیا ہے ایک یہہ
کہ صرف تقلید کرنے میں مصلحت اور عدم فساد کا ہونا لکھا ہے اس سے وجوب
ثابت نہیں ہوا دوسرا جواب یہہ دیا ہے کہ چاروں مذہبوں کی تقلید کو لکھا ہے
نہ ایک کے پہلے امر کا جواب جواب تو یہہ ہے کہ جب موافق کلام شاہ ولی اللہ صاحب

ترک تقلید میں فساد کا پیدا ہونا لازم آیا تو تقلید کرنا واجب ہوا - اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے - ولا تفسدوا فی الارض - نہ فساد کرو زمین میں - اور اسی کو وجوب شرعی کہتے ہیں ودونہ خرط القتاد - دوسرے امر کا جواب الجواب یہہ ہے کہ شاہ صاحب کی کلام میں ہذہ المذاہب سے اشارہ مذاہب مروجہ کیطرف ہے جنمیں تقلید شخصی رائج ہے چنانچہ کتاب الانصاف شاہ صاحب میں مذہب معین مروج کا ذکر ہے جسکی عبارت یہہ ہے وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب بالمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان ترجمہ اور دو سو برس کے بعد اہل سنت میں خاص خاص مجتہدوں کا مذہب ظاہر ہوا اور کم باقی رہا وہ شخص جو نہ بہروسا کرتا ہو خاص ایک مذہب پر اور اُس زمانہ میں یہہ ہی واجب تھا +

دوسری دلیل وجوب تقلید شخصی کی یہہ ہے کہ شرع شریف میں سوای مجتہد کے غیر مجتہد پر اطلاق مفتی کا درست نہیں چنانچہ اس حدیث صحیح مسلم سے ظاہر ہے -

عن عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد ثم اخطا فلہ اجر واحد - ترجمہ روایت کیگئی عمرو بن العاص سے سنا اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد پر مصیب ہو تو اُسکو دو اجر ملینگے اور جب حکم کرے پس اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطا ہو اُسکو ایک اجر ملیگا انتہی اس حدیث میں حاکم سے مراد مجتہد ہی جیسا کلمہ شرط اذا اور فا جزائیہ سے ثابت ہی - یعنے جب حاکم حکم کا ارادہ کرے تو اجتہاد کرے اگر حاکم سی حاکم مراد لیں خواہ مجتہد ہو یا غیر مجتہد تب یہہ معنے ہونگے کہ جب حاکم غیر مجتہد حکم کرے تو اجتہاد کرے اور یہہ ظاہر البطلان ہے کیونکہ غیر مجتہد کسطرح اجتہاد کر سکتا ہی لہذا جب شریعت میں مجتہد کے سوا غیر مجتہد مفتی نہیں ہو سکتا تو جو شخص درجہ اجتہاد کا نہیں رکھتا ہوگا وہ مستفتی یعنی مقلد ہوگا کیونکہ درمیان میں تیسرا واسطہ نہیں وہو المدعا

اور ہم نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ بیان کیا وہ شرح مسلم امام نووی کی
عبارت کا خلاصہ ہے - حیث قال اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حاکم
عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجران اجر باجتہاد واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر با
جتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ اذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس
باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو آثم فلا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق
ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو عاص فی جمیع احکامہ
سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شئ من ذالک - ترجمہ مسلمانوں کا
اجماع ہے اسپر کہ یہہ حدیث اُس حاکم کی نسبت ہے جو عالم اور حکم کے لایق ہو اگر
مصیب ہو اوسکو دو اجر ہیں ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اجر اصابتہ کا اور اگر خطا کی تو ایک
اجر اجتہاد کا پائیگا اس حدیث میں محذوف ہے اصل اسطرح ہے اذا اراد الحاکم
فاجتہد یعنی جب حاکم نے ارادہ کیا اور اجتہاد کیا علماء نے کہا ہے جو شخص حکم کے
لایق نہو اُسکو حکم کرنا (فتوی دینا) درست نہیں اگر اُسنے حکم دیا اُسکو کچھ ثواب نہیں
بلکہ گنہگار ہے نہیں نافذ ہوگا حکم اسکا خواہ حق کے موافق ہو یا نہو اسواسطے
کہ صواب پر پہونچنا اُسکا اتفاقیہ ہے اصل شرعی سے ثابت نہیں وہ تمام
احکام میں عاصی ہے موافق ہو صواب کی یا نہو اسکے سب احکام مردود ہیں کسی
شئ میں وہ معذور نہیں انتہی - جب غیر مجتہد مستفتی اور مقلد ٹھیرا تو دو حال
سے خالی نہیں یا ہر ایک مجتہد سے فتوی لیگا یا بعض سے صورت اول میں بحالت
اختلاف بین المجتہدین ملاعبتہ بالاحکام الشرعیہ یعنی ایک ہی حکم کو حلال جانتا اور
اسکو حرام ماننا لازم آئیگا اور یہہ ممنوع ہے جیسا کہ گذرا +

در صورت ثانی میں اس بعض مسئول عنہ پر بہ نسبت دوسری بعض کی مستفتی
مقلد کے نزدیک بوجہ حسن ظن وعقیدت نیک ترجیح ہی یا نہیں اگر نہیں تو ترجیح

بلا مرجح لازم آئیگی وہو غیر جائز اور اگر ترجیح خاص ایک پر ہے تب اُسیکا نام تقلید شخصی ہے اور یہی تقلید جمہور اہل سنت جماعت میں شائع اور معمول بہا ہے +

اب اگر یہہ خلجان پیدا ہو کہ جب مفتی ہونے کیواسطے مجتہد کا ہونا شرط ہے جیسا مفہوم ای حدیث صحیح مسلم اور اُسکی شرح سے واضح ہوا تو تمام عالم میں مابین المشارق والمغارب جسقدر علما فتوی دیتے ہیں اور مسائل بتلاتے ہیں مفتی کہلاتے ہیں اُنکو ہم کیا کہیں اور فتوی اُنکا درست ہے یا نہیں ۔ جواب اسکا یہہ ہے کہ غیر مجتہد جو فتوی دیتے ہیں وہ ناقل اقوال مفتی ہیں فتوی دینا اُنکا درست ہے مگر اُنکو مفتی نہ کہینگے بلکہ ناقل اقوال مفتی یعنی مقلد کہینگے علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں واعلم ان ما ذکر فی القاضی معتبر فی المفتی فلا یفتی الا المجتہد وقد استقر رای الاصولیین علی ان المفتی ہو المجتہد واما غیر المجتہد فمن یحفظ اقوال المجتہد فلیس بمفت فالواجب علیہ اذا سئل ان یذکر قول المجتہد کابی حنیفۃ علی سبیل الحکایۃ فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل ہو نقل کلام المفتی لیاخذ بہ المستفتی ۔ ترجمہ جان اے مخاطب جو امور ذکر کئے گئے قاضی کی نسبت وہی مفتی میں معتبر ہیں پس مجتہد کے سوا دوسرا شخص فتوی نہیں دیسکتا کیونکہ علماء اصول کی یہہ رائے قرار پا چکی ہے کہ مجتہد ہی مفتی ہوگا اور غیر مجتہد جو اقوال مجتہد یاد رکھتا ہو اسکا نام مفتی نہیں جب سوال کیا جائے اسپر واجب ہے کہ بطور حکایۃ مجتہد کا قول نقل کردے مثلاً ابیحنیفہ پس جانا گیا کہ ہمارے زمانہ میں جو علماء موجودین کا فتوی ہے وہ فی الواقع فتوی نہیں بلکہ مفتی کی کلام کی نقل ہے تاکہ مستفتی کو حال معلوم ہو انتہی +

صفحہ ۶۰ جلد ۲ مطبع نولکشور

تیسری دلیل تقلید شخصی کی جو مشتمل ہے آیۃ اور حدیث اور اجماع پر یعنی ثبوت تقلید شخصی کا اس دلیل میں ہر سہ دلائل شرعیہ سے دیا جاتا ہے ۔

HL-8966
PNo:-14320

آیۃ سے اسطرحپر قال اللہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا الآیۃ یعنے جوکچھ حکم تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اسکو اختیار کرو اور جس سے منع کریں باز رہو موافق مضمون آیۃ ہذا جو حکم حضرت رسول اللہ کا ہے وہی حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ۔ ترجمہ پیروی کرو گروہ کثیر مومنین صالحین کی پس جو شخص الگ رہا دوزخ میں گرا اور تقلید شخصی کو اختیار کیا ہے گروہ کثیر مومنین صالحین نے اسی حدیث سے تقلید کا اثبات کیا ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۳۸ میں عبارت یہہ ہے۔ وثانیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاہب الحقۃ الا ہذہ الاربعۃ کان اتباعہا اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنہا خروجاً عن السواد الاعظم۔ ترجمہ دوسری دلیل تقلید کی یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو گروہ کثیر مومنین صالحین کی اور جبکہ سوائے مذاہب اربعہ اور کوئی مذہب حق باقی نہ رہا انکا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہوگا اور انسے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہوگا +

تنبیہہ

بعض حضرات غیر مقلدین حدیث مذکورہ کے مقابلہ پر یہہ کہکر اپنے نزدیک جواب دیتے ہیں کہ سواد اعظم جنکے اتباع کا حکم ہے وہ مقلدین ائمہ اربعہ نہیں بلکہ غیر مقلدین صالحین ہیں یہہ خیال انکا محض غلط ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی حدیث سے تقلید ائمہ اربعہ ثابت کی اور سواد اعظم سے گروہ مقلدین مراد لیا۔ فماذا بعد الحق الا الضلال +

جب یہہ ثابت ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت جماعت نے تقلید ہی کو اختیار کیا اور مقلد کہلائے تب اسی کا نام اجماع ہے قال الامام حجۃ الاسلام

فی احیاء العلوم لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولاالی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص راہ افضل العلماء ان یاخذ بمذہب غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ متفق علی کونہ منکراً بین المحصلین۔ ترجمہ نہیں گیا کوئی محصلین (علماء معتبرین) میں سے اس جانب کہ مجتہد کے واسطے دوسرے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا جائز ہو اور نہ کوئی اس جانب گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی مجتہد کو افضل جانکر تقلید کرلی پھر وہ دوسرے مجتہد کے مذہب پر عمل کرے بلکہ ہر مقلد کے ذمہ اس کے مجتہد کا اتباع لازم ہے اور مخالفت کرنیکی ممانعت پر سب علما کا اتفاق ہے اور فتح القدیر میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں۔ انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاہب المخالفۃ للائمۃ الاربعۃ اور صاحب بحرالرائق نے کتاب اشباہ والنظائر میں تحریر فرمایا۔ من خالف الائمۃ الاربعۃ فہو مخالف الاجماع۔ پس جس شخص نے باوجود نہ ہونے ملکۂ اجتہاد کے تقلید کو ترک کیا اُسنے اجماع کے خلاف کیا اور اجماع کا مخالف خدا اور رسول کا مخالف ہے

سوال

اجماع کی تعریف یہہ ہے ہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی یعنی مجتہدین امۃ مرحومہ کا اتفاق کرنا ایک زمانہ میں حکم شرعی پر۔ اس تعریف سے اجماع کے واسطے دو امر کا ہونا ضروری رہا ہے ایک مجتہدین کا اجماع کرنا دوسرے اُن کا ایک زمانہ میں ہونا لہذا اگر مجتہدین اربعہ کا اجماع مراد لیں تب تو اتحاد زمانہ نہیں پایا جاتا اور اگر انکی مقلدین کا اجماع مراد لیں تب شرط اول نہیں پائی جاتی پھر اُن علماء نے کسطرح اجماع کا اطلاق کیا +

جواب

اجماع میں جو مجتہدوں کا ہونا شرط ہے عام ہے اس سے کہ مجتہد مستقل ہوں یا مجتہد منتسب و مجتہد فی المذہب ہوں اسیواسطے علامہ آمدی نے اجماع کی یہہ تعریف کی ہے وہو ای الاجماع اتفاق اہل الحل والعقد من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بعد کہا والمراد باہل الحل والعقد المجتہدون فی الاحکام الشرعیة الموجودون فی عصر واحد اب خلاصہ جواب کا یہہ ہوا کہ انحصار تقلید مذاہب اربعہ پر ان علماء نے اجماع کیا جو مصداق اہل حل وعقد و قریب الاجتہاد تھے جیسی احیاء العلوم وغیرہ سے معلوم ہوا اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب امام غزالی امام الحرمین وغیرہما کو رسالہ انصاف میں زمرہ مجتہدین میں لکھتے ہیں پس بنابر انکا اجماع کرنا یا اجماع کا نقل کرنا حسب قاعدہ علم اصول صحیح اجماع ہوا عبارت انصاف کی یہہ ہے - وصرح غیر واحد من الائمة بان ابن الصلاح وامام الحرمین والغزالی بلغوا رتبة الاجتہاد المطلق وما وقع فی فتاوی ابن الصلاح انہم بلغوا رتبة الاجتہاد فی المذہب فمرادہ انہم کانت لہم درجة الاجتہاد المنتسب دون المستقل کذا فی المدار الحق صفحہ ۳۳ ترجمہ اور تصریح کے ہی کئے اماموں نے اس امر کی کہ ابن صلاح اور امام غزالی اور امام حرمین مجتہد کے مرتبہ کو پہونچگئے تھے اور جو فتاوی ابن صلاح میں یہہ لکھا ہے کہ وہ مجتہد فی المذہب کے مرتبہ کو پہونچے ہے مراد اوسکی یہہ ہے کہ انکو مجتہد منتسب کا درجہ حاصل تھا مطلق کا نہتا انتہی —

سوال

امام حجة الاسلام کی عبارت اور شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہم کے کلام سے ہر چند تقلید شخصی کا ثبوت اجماع امت سے ہوا مگر اسکا کیا جواب ہے جو شیخ عبد العظیم ابن ملا فروخ مکی نے قول سدید کے شروع میں لکھا ہے علم

احداً من عبادہ بان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً یعنے اللہ تعالیٰ نے نہیں تکلیف دی اپنے بندوں میں سے کسیکو اس امر کی کہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو +

جواب

شیخ عبد العظیم ہی کے کلام سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہے کیونکہ قول مذکور کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں جو احکام ایسے ہیں کہ اُنمیں نظر و استدلال یعنے اجتہاد کی ضرورت ہے اُنمیں غیر مجتہد کو مجتہد کا اتباع واجب ہے عبارت بلفظہ یہہ ہے ومن لم یکن لہ قدرۃ وجب علیہ اتباع من ارشدہ الی ما کلف بہ فمن ہو من اہل النظر والاجتہاد والعدالۃ الی قولہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون مفصل عبارت اور ترجمہ پہلے گذر چکا غرض دونوں عبارتوں سے یہہ ہے کہ فی الواقع ابتداءً اللہ جل شانہ نے حنفی مالکی بننے کا حکم نہیں دیا لیکن جب وقت ہونے علم و درجہ استنباط کے یہہ ارشاد فرمایا۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون تو غیر مجتہد پر موافق حکم آیۃ ہذا مجتہد کا اتباع واجب ہوا اور اسی حکم آیۃ ہذا کے مطابق علماء امت نے غیر مجتہد کے واسطے تقلید مجتہد پر اجماع کیا جیسا کہ احیاء العلوم وغیرہ سے معلوم ہوا +

سوال

علامہ ابن حزم نے جو یہہ لکھا ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تقلید شخصی مروج نہ تھی بلکہ ہر ایک شخص مختار تھا جس سے چاہے مسئلہ دریافت کرے اگر یہہ قول صحیح ہے (جیسا مقلدین ذالک العلامہ یعنی منکرین تقلید ائمہ اربعہ بار بار زبان پر لاتے ہیں) تو امام حجۃ الاسلام اور شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال کی صحت کسطرح ہوگی +

جواب

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب الانصاف اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر مظہری میں تحقیق تقلید میں جو تقریر لکھی اس سے سوال ہذا کا جواب پورا ہو گیا عبارت

رسالۂ انصاف کی یہہ ہے وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لایعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان ترجمہ اور دو سو برس کے بعد اہل سنت میں خاص مجتہدوں کا مذہب ظاہر ہوا اور کم باقی رہا وہ شخص جو نہ اعتماد رکھتا ہو خاص ایک مجتہد کے مذہب پر اور اس زمانہ میں بھی واجب تھا انتہی اس عبارت میں شاہصاحب نے علامہ ابن حزم کے مطلب کو بھی صحیح بتلادیا کہ دو سو برس سے پہلے تقلید نہ تھی اور دو سو برس کے بعد موافق تصریح امام حجۃ الاسلام تقلید شخصی پر اجماع کا ہونا بھی بتلادیا کیونکہ جس جانب اکثر علما ہوئے اسکو اجماع کہتے ہیں یہہ دونوں امر بیان کر کے پھر شاہصاحب نے اپنی رائے کے موافق وجوب تقلید شخصی کا فتوی بھی دیدیا وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان — **اضحوکہ** مصنف رسالۂ ہدایت الشفیق اس عبارت شاہصاحب کی یہہ تاویل فرماتے ہیں کہ ذکر رواج تقلید شخصی کا شاہصاحب نے بطور تاسف و افسوس نقل کیا ہے نہ بطریق فتوی کے سبحان اللہ کیا خوب فہم رسا ہے اگر شاہصاحب کو افسوس ظاہر فرمانا مقصود تھا تو بجائے وکان ہذا ہو الواجب کے وکان لا ینبغی ذالک فرماتے صریح وجوب کا فتوی کیوں دیتے +

اور تفسیر مظہری کی عبارت یہہ ہے فان اہل السنۃ قد افترقت بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب ولم یبق فی الفروع سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ترجمہ پس تحقیق اہل سنت مفترق ہو گئی یعنی فرقہ فرقہ مثلاً حنفی یا شافعی بنگئے قرون ثلاثہ یا اربعہ کے بعد چار مذہبوں میں اور فروع میں ان چاروں کے سوا اور کوئی مذہب باقی رہا پس بے شک منعقد ہوا اجماع مرکب اُس شخص کے قول کے باطل ہونے پر جو ان سب کے مخالف کرے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے جو مومنوں

کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلیگا پھیر دینگے ہم اُسکو اُسیطرف جسکو وہ دوست رکھتا ہے پھر اُسکو دوزخ میں داخل کر دینگے اور بری بازگشت ہے وہ انتہی قاضی صاحب نے بھی علامہ ابن حزم کا قول تسلیم کرکے پھر مائتین کے بعد تقلید شخصی پر اجماع ہونا ثابت کر دیا +

سوال

مابین اقوال جمہور علماء علامہ ابن حزم تناقض بے شک رفع ہو گیا یعنی جمہور علما نے جو عمل درآمد علماء امت تقلید شخصی کی نسبت ظاہر کیا وہ بعد قرون اربعہ کے واقع ہوا اور علامہ ابن حزم نے جو تقلید کا رائج ہونا بتلا دیا وہ اس زمانہ سے پہلے تھا مگر اسکا کیا سبب ہے کہ زمانہ صحابہ میں تقلید شخصی کی ضرورت ہی نہ ہوئی اور نہ عمل درآمد کی نوبت پہونچی +

جواب

زمانہ صحابہ میں تدوین مسائل اور ضبط قواعد کسی ایک مجتہد کا ایسا نہ ہوا تھا جو جوائج مستفتین کو کافی ہوتا پھر مقلد کا کسی ایک مجتہد کی تقلید کرنا ناممکن اور باعث حرج عظیم تھا چنانچہ فرمایا ہے ملا علی قاری نے رسالہ تشییع الفقہاء الحنفیین فان قیل الیس فی عہد الصحابۃ کان الواحد من الناس مخیراً بین ان یاخذ فی بعض الوقائع بمذہب الصدیق الاکبر و فی بعض آخر بمذہب الفاروق قلنا انما کان کذالک لان اصول الصحابۃ لم تکن کافیۃ لعامۃ الوقائع ولا شاملۃ لکافۃ المسائل لانہ لم یتفرغوا الی تفریع التفاریع وتمہید الاصول والتفاصیل فلاجل الضرورۃ یحل للمقلدین اتباع الصدیق الاکبر فی بعض الوقائع واتباع الفاروق فی بعض آخر واما فی اماننا فمذاہب الائمۃ الاربعۃ

بکافیۃ بمعرفۃ الکل فلا ضرورۃ الی اتباع امام معین انتہی۔ ترجمہ پس اگر کہا جاوے کیا صحابہ کے
زمانہ میں یہہ اختیار نہیں تہا کہ ایک شخص بعض مسائل میں صدیق اکبر کا مذہب اختیار کرے اور
بعض دوسروں میں مذہب فاروق اختیار کرے جواب اسکا یہہ ہے یہہ امر اسواسطے تہا کہ صحابہ کے
اصول عام واقعو نکو کافی نہ تہے اور نہ سب مسئلوں کو شامل تہے کیونکہ وہ نہیں فارغ ہوگے
تہے واسطے تفریع فروع کے اور نہ واسطے تمہید اصول اور تفاصیل کی پس ضرورت کے سبب
مقلدین کو بعض مسائل میں اتباع صدیق اکبر کا جائز تہا اور بعض دوسروں میں اتباع فاروق
اعظم کا لیکن ہمارے زمانہ میں چاروں امام کے مذہب تمام کے پہچاننے کو کافی ہیں پس نہیں ضرورت
دو اماموں کے پیروی کرنیکی انتہی +

سوال

پہر علامہ ابن حزم کا مسلک جو بالفعل حضرات غیر مقلدین میں رائج ہو گیا ہے
صحیح ہوا یا غلط ٹھہرا +

جواب

جب یہہ امر محقق ہو چکا کہ بعد المائتین تقلید شخصی کا رواج ہوا اور اسی پر علمائے اجماع
کیا جیسا مولانا شاہ ولی اللہ و قاضی ثناء اللہ علیہما رحمۃ اللہ نے صاف بیان فرمایا تو
اب مسلک مذکور کے غلط اور خلاف اجماع ہونے میں کیا شک باقی رہا +
چنانچہ علامہ ابن حزم کے اسی قول کو شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید کے صفحہ ۴۴
میں نقل کر کے غلط ثابت کیا ہے عبارت بلفظہ یہہ ہے۔ فما ذہب الیہ ابن حزم حیث قال
التقلید حرام الی آخرہ انما یتم فیمن لہ ضرب من الاجتہاد ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن ظہر علیہ
ظہوراً بینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا ونہی عن کذا وانہ لیس بمنسوخ ترجمہ ابن حزم
کا یہہ قول کہ تقلید حرام ہے اس شخص کے حق میں درست ہو سکتا ہے جو درجہ اجتہاد
کا رکھتا ہو اگرچہ ایکہی مسئلہ میں ہو اور اُس شخص کے حق میں جسپر خوب ظاہر ہو جائے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا حکم دیا اور اس سے منع فرمایا اور یہہ منسوخ نہیں انتہی *

مطلب عبارت شاہ صاحب کا یہہ ہے کہ ابن حزم کا یہہ کہنا کہ تقلید حرام ہے درست نہیں مگر دو صورتوں میں درست ہو سکتا ہے ایک تو یہہ کہ کسی شخص کو اجتہاد کا درجہ حاصل ہو خواہ ایک ہی مسئلہ میں ہو دوسرے یہہ کہ یقیناً کسی پر ظاہر ہو جائے کہ یہہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور منسوخ نہیں ہے *

اب اس امر کا معلوم ہونا کہ یہہ حدیث صحیح اور منسوخ نہیں ہر ایک کا کام نہیں بلکہ فی الواقع بڑی متبحر کا کام ہے یعنی جسکو اس مسئلہ کے متعلق تمام احادیث اور اقوال موافق و مخالف کا ضبط ہو اگر ایسا مرتبہ حاصل ہو پھر بے شک تقلید چھوڑ دی اور حدیث پر عمل کرے چنانچہ یقیناً اُس حدیث کی صحت اور غیر منسوخ ہونیکی صورت شاہ صاحب نے اسی جگہہ یہہ لکھی ہے اما تتبع الاحادیث واقوال المخالف والموافق فی المسئلہ فلا یجد لہا نسخاً او بان یری جماً غفیراً من المتبحرین فی العلم یذہبون الیہ ویری المخالف لہ لا یحتج الا بقیاس او استنباط او نحو ذالک مجینئذ لا سبب لمخالفتہ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا نفاق خفی او حمق جلی ترجمہ یا اس مسئلہ میں اقوال موافق اور مخالف اور تمام احادیث کا ضبط کر لیا ہو پھر اُسکا ناسخ نہ پایا ہو یا بڑے عالموں کی جم غفیر کو پایا ہو کہ اُس مسئلہ کے موافق ہیں اور دوسری جانب کوئی دلیل نہیں بجز قیاس اور استنباط وغیرہ کے پس ایسی حالت میں کوئی وجہ نبی صلعم کی حدیث سے مخالفت کرنیکی نہیں بجز پوشیدہ نفاق اور ظاہر حماقت کے انتہی *

منصفان غیر مقلدین اس عبارت شاہ صاحب ممدوح کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ تقلید کے ترک کرنیکو صرف دو صورتوں میں منحصر کیا ہے جو دونوں مجتہد ہی کے متعلق ہیں پہلی صورت میں تو مجتہد کا لفظ موجود ہے اور دوسری صورت یعنے تتبع تمام احادیث و اقوال موافق و مخالف متعلقہ مسئلہ کا حاصل ہونا بھی فی الواقع گویا مجتہد ہی کا کام ہے *

غیر مقلدین شاہ صاحب کے کلام سے اسوقت سند لیسکتے تھے کہ شاہ صاحب یہہ فتوی لکھہ جاتے کہ جب کوئی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا دونوں میں موجود ہو تو اسکے مقابلہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید ترک کر دو والیس فلیس ۔

سوال

اکثر غیر مقلدین یہہ مشہور کرتے ہیں کہ مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر مسائل احادیث کے مخالف ہیں اس قول کی کچھ اصلیت ہے یا محض افترا ہے

جواب

یہہ محض افترا و بہتان اور دروغ و ہذیان ہے چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی میزان کبری میں فرماتے ہیں اعلم یا اخی انی طالعت بحمد اللہ ادلۃ المذاہب الاربعۃ وغیرہا لاسیما مذہب الامام ابی حنیفۃ فانی خصصتہ بمزید اعتنا و طالعت علیہ کتاب تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی وغیرہ من الشروح فرأیت ادلتہ و ادلۃ اصحابہ مابین صحیح او حسن او ضعیف کثرت طرقہ حتی لحق بالحسن او الصحیح فی صحۃ الاحتجاج بہ من ثلاثۃ طرق او اکثر الی عشرۃ وقد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ و بالحسن اخری انتہی ملخصاً اے مخاطب جان خدا کا شکر ہے کہ مینے چاروں مذہب وغیرہ کے دلائل کا مطالعہ کیا خاص امام ابیحنیفہ کے مذہب کو مینے اسکو زیادہ ارادہ سے خاص کیا اور مطالعہ کیا مینے کتاب تخریج احادیث ہدایہ کو جو امام زیلعی کی تصنیف سے ہے اور اسکے سوا اور شروح کو پس دیکھا مینے امام اعظم اور انکے اصحاب کی احادیث کو مابین صحیح اور حسن اور اس ضعیف کے جو کئی طریقہ سے روایت کیگئی ہو یہانتک کہ حسن اور صحیح سے ملگئی ہو دلیل پکڑنے کے درجہ میں تین طریقوں سے یا زیادہ سے دس تک طریقوں سے روایت کیگئی ہو اور تحقیق دلیل پکڑی جمہور محدثین نے

اُس حدیث ضعیف کے ساتھ جو کسی طریق سے روایت کی گئی ہو کبھی اسکو صحیح کے ساتھ ملا دیا اور کبھی حسن کے ساتھ انتہی ﴿

دوسری اس قول کے افترا ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ مثلاً محی الدین کتب فروش لاہور نے اپنی کتاب ظفر المبین کے حصہ اول بارہویں مغالطہ میں سو مسائل جزئیہ ذکر کیے ہیں جنمیں ہر ایک مسئلہ کی نسبت یہہ دعوی کیا ہے کہ امیں امام اعظم نے حدیث کے خلاف کیا حالانکہ اُن سومیں سے ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جسمیں امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے موافق حدیث مرفوع یا مرسل موجود نہو اگر کوئی مسئلہ ایک حدیث کے مخالف ہے تو دوسری حدیث کے موافق ہے جسکا دل چاہے ظفر المبین کے ہر دو جواب الفتح المبین و نصرۃ المجتہدین کو دیکھکر معلوم کرے مولف ظفر المبین شیخ محی الدین ہر چند سنی ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور ہم بھی اس دعوی کے مکذب نہیں اُنکے اقرار کے مطابق اُنکو سنی ہی کہتے ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ یہہ کارروائی اُنکی ایسی ہی ہے جیسے علمار روافض قدیم سے اہل سنت کے ساتھ مذاہب اربعہ سے بدظن کر دینے کو کرتے چلے آئے ہیں اور اکثر غیر مقلد بھی جنکو یہہ احقر العباد نیک جانتا ہے محی الدین کی اس کارروائی سے نہایت ناراض ہیں اور ہمنے اس طریقہ کو طریقہ روافض سے اس واسطے تشبیہ دی کہ مولانا شاہ عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ تحفہ میں بھی کیفیت بعینہ علمار روافض کی بیان فرماتے ہیں ﴿

کید سے ام بعضی علمار ایشان سعی بلیغ کنند در ابطال مذاہب فقہار اربعہ باین طریق کہ یک مذہب را سراً باطل کنند و بمذہب دیگر را جبراً چنانچہ کتابے دیدہ شد کہ یکی از علمار ابن فرقہ نوشتہ است و خودکا اوران شافعی قرار دادہ و در دو قدح دلائل مذاہب ثلاثہ بنیادہ نہاد چون باثبات مذہب شافعی رسیدہ

درانجا بدلائل ضعیفه وقیاسات مردوده تمسک جسته وتاویلات بعیده اختیار نموده که
دیگران ان دلائل وقیاسات را مسلم بدارند مثلاً قیاس طرد وقیاس شبه وقیاس مناسب که
عند الحنفیه مثلاً معتبر نیستند باز حدیثی می آرد مخالف آن قیاس وجواب میدهد
که این حدیث مخالف قیاس است وهر حدیث که مخالف قیاس است متروک
الظاهر است گویا تصنیف این کتاب محض برائے همین است که سنیان قیاس را
بر حدیث تقدیم کنند وبرائے آنکه ابطال مذاهب ثلاثه بدلائل شافعیه نماید ومذاهب
شافعی را بدلائلی ثابت کند که هر سامع وناظر بسستی وضعف وذهن آنها پی برد
پس در نظر او همه مذاهب اهل سنت برهم شوند واین کید ایشان بسیار مخفی است
علماء سنیان دغا خورند وحیران وسراسیمه شوند انتهی بلفظه الشریف +

خلاصه عبارت تحفه کا یهه هے که علماء روافض همیشه سے اس امر کے ساعی رہے
هیں که کسیطرح اهل سنت کو انکے مذاهب اربعه سے برگشته کریں اور برگشته کرنیکی یهه
صورت پیدا کی که عوام کے سامنے ایک مسئله فقهیه کسی مذهب حنفی یا شافعی
وغیره کا ذکر کیا اور کهدیا که یهه حدیث کے مخالف هے یا آپ هی یهه کهدیا که جو
حدیث قیاس یعنے مسئله اجتهادی کے مخالف هو وه متروک الظاهر هے شاه صاحب
فرماتے هیں که روافض کے اس فریب نے علماء اهل سنت تک کو پریشان اور حیرت
زده کیا هے اب اس تمام مطلب کو شیخ محی الدین اور انکے هم مشرب بنظر انصاف
معلوم کریں اور بتلائیں که روافض کی کارگذاری اور انکی کارروائی
میں کتنا فرق اور کونسا مابه الامتیاز هے +

سوال

یهه تو معلوم هوگیا که امام اعظم رحمة الله علیه کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ثابت هیں
مگر بعض محدثین نے جو بعض احادیث ماخوذه مذهب حنفی کو ضعیف ثابت کیا هے

اس سے دلائل مذہب حنفی کا ضعف ثابت ہوتا ہے جواب امام شعرانی اور دیگر
علماء محققین نے اس اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث میں محدثین متاخرین
نے ضعف ثابت کیا وہ ضعف اُن روایوں میں ثابت ہوا جو زمانہ حضرت امام کے
بعد ہوئے اس سے امام کے استدلال میں ضعف لازم نہیں آتا عبارت میزان کبریٰ
امام شعرانی کی یہہ ہے فان قیل اذا قلتم بان ادلة مذهب الامام ابی حنیفة
رضی الله عنه لیس فیها شئی ضعیف لسلامة الرواة بینه وبین رسول الله صلی الله
علیه وسلم من الصحابة والتابعین من الجرح فما جوابکم عن قول بعض الحفاظ عن
شئی من ادلة الامام ابیحنیفة بانه ضعیف فالجواب یجب علینا حمل ذالک جزماً
علی الرواة النازلین عن الامام فی السند بعد موته رضی الله عنه اذا ورد ذالک الحدیث
من طریق غیر طریق الامام اذ کل حدیث وجدناه فی مسانید الامام الثلثة فهو صحیح
لانه لولا صح عنده ما استدل به فلا یقدح فیه وجود کذاب او متهم بکذب مثلاً فی
سنده النازل عن الامام وکفانا صحة الحدیث استدلال مجتهد به ثم یجب علینا العمل
به ولو لم یروه غیره **ترجمہ** اگر کوئی اعتراض کرے جب تمنے یہہ کہا کہ امام
ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے دلائل ضعیف نہیں کیونکہ درمیان
امام کے اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ اور تابعین
راوی ہیں وہ جرح سے سالم ہیں پس کیا جواب ہے تمہارا بعض حفاظ حدیث
کے اس قول کا کہ امام ابو حنیفہ کی بعض دلیلیں ضعیف ہیں جواب اسکا یہہ ہے
کہ واجب ہے ہمیں حمل کرنا اسی قول کا یقیناً اُن راویوں پر جو نسبیں امام
کے بعد اُنکی وفات کے پیچھے ہیں کہ روایت کیا انہوں نے اس حدیث کو
ایسے طریق سے جو طریق امام کے خلاف ہے اسواسطے کہ جس حدیث کو ہمنے
امام کی تینوں سندوں میں پایا وہ صحیح ہے کیونکہ اگر امام کے نزدیک صحیح نہ ہوئے

تو اس سے دلیل نہ پکڑتے اور امام کے بعد سند میں کذاب یا متہم بکذب راوی
لگے ہوئے نہ امام کی دلیل میں طعن نہیں ہو سکتا اور کفایت کرتا ہے ہمکو حدیث
کے صحیح ہونیکے لیے مجتہد کا اُس سے دلیل پکڑنا پھر واجب ہے ہمکو اُسپر عمل کرنا
اگرچہ نہ روایت کیا ہو اُسکو کسی دوسرے نے انتہی اور صفحہ ۷۷ میں
فرماتے ہیں وہما انا قد اینت لک عن صحۃ ادلۃ مذہب امام الاعظم ابی حنیفۃ
رضی اللہ عنہ وان جمیع ما استدل بہ لمذہبہ اخذہ عن خیار التابعین وانہ لا یتصور
فی سندہ شخص متہم بکذب ابدا وان قیل بضعف شیء من ادلۃ مذہبہ فذلک الضعف
انما ہو بالنظر للرواۃ النازلین عن سندہ بعد موتہ رہ ذلک لا یقدح فی ما اخذ الامام
عنہ کل من استصحب النظر فی الرواۃ وہو صاعد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ
فاترک یا اخی التعصب علی الامام ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وایاک
تقلید الجاہلین باحوالہ وبما کان علیہ من الورع والزہد والاحتیاط فی الدین المتقول
ان ادلتہ ضعیفۃ بالتقلید فتحشر مع الخاسرین وتتبع ادلتہ کما تتبعناہا تعرف ان
مذہبہ رضی اللہ عنہ من اصح المذاہب کبقیۃ مذاہب المجتہدین رضی اللہ عنہم
اجمعین وان شئت ان یظہر لک صحۃ مذہبہ کالشمس فی الظہیرۃ لیس دونہا
سحاب فاسلک طریق اہل اللہ تعالی علی الاخلاص فی العلم والعمل حتی تقف علی
عین الشریعۃ التی قد مہدنا ذکرہا فی اوائل الکتاب فہناک ترٰی جمیع مذاہب العلماء
واتباعہم تتفرع منہا ولیس مذہب اولی بہا من مذہب ولا تری من اقوال المذاہب
قولا واحدا خارجا عن الشریعۃ فرحم اللہ من لزم الادب مع الائمۃ کلہم واتباعہم
بان اللہ تعالی جعلہم قدوۃ للعباد فی سائر اقطار الارض انتہی ملخصاً +
ترجمہ اور خبردار ظاہر کر دیا میں نے تیرے واسطے صحت مذہب امام اعظم اور اس امر کو کہ
تحقیق تمام وہ دلائل جو امام صاحب نے اپنے مذہب کیواسطے اختیار کی ہیں عمدہ تابعین کی بعد علمی کی

سند میں جھوٹا راوی نہیں ہو سکتا اور جو کسی دلیل میں ضعف معلوم ہوا سو یہہ ضعف بہ نسبت
اُن راویوں کے ہے جو امام کی وفات کے بعد سند حدیث میں امام سے پیچھے ہیں اور
اس سے امام کی دلیل پر طعن نہیں ہو سکتا ہر اُس شخص کے نزدیک جو بغور روایتوں
کو دیکھے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اسکے بعد فرمایا اے بھائی چھوڑ تعصب
امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب پر (اللہ ان سب سے راضی ہو) اور انکی پیروی سے پرہیز
کر جو امام کے حال اور اتقاء زہد احتیاط فی الدین سے جاہل ہیں ایسا نہ ہو کہ تو
تقلید سے یہہ کہہ بیٹھے کہ امام کے دلائل ضعیف ہیں پس اٹھایا جائیگا تو ٹوٹا پانے
والوں کے ساتھ اور تفحص کر امام کے دلائل کا جیسا تفحص کیا ہمنے پہچان لیگا
تو کہ امام رضی اللہ عنہ کا مذہب تمام مذاہبوں سے صحیح ہے جیسا اور مذاہب
بھی صحیح ہیں (راضی ہو اللہ سب سے) اور اگر تو یہہ چاہئے کہ صحت مذہب امام اعظم
آفتاب کیطرح تیری اوپر ظاہر ہو جائے تو اہل اللہ کا طریقہ اختیار کر علم اور عمل میں
خلاص پیدا کر تا تجھکو شریعت کا چشمہ نظر آجائے جسکا ہمنے اول کتاب میں
پہلے ذکر کیا ہے اسجگہ تو دیکھیگا تمام علماء اور انکے اتباع کے مذاہب اسی سے
نکلتے ہیں اور نہیں ایک مذہب بہتر دوسرے مذہب سے اور نہیں دیکھیگا تو اقوال مذاہب
میں سے ایک قول کو اس چشمہ شریعت سے جدا پس رحم کرے اللہ اس شخص پر
جسنے لازم پکڑا ادب تمام اماموں اور انکے پیروں کے ساتھ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام
اطراف زمین میں اُنہیں کو پیشوا بنایا ہے انتہی +

سوال

کوئی ایسی صورت بھی ہے جسمیں مقلد اپنے امام کا مذہب چھوڑ دے

جواب

تین صورتوں میں تقلید کی ضرورت نہیں ایک یہہ کہ کوئی شخص درجہ اجتہاد کا رکھتا ہو

خود دیکھے ہی مسئلہ میں ہو دوسری مقلد کو ایسی ضرورت پیش آوے کہ دوسرے امام کے مسئلہ پر عمل کئے بغیر چارہ نہ دیکھے جیسے کنوئی کے پانی کا مسئلہ ہے تیسری جب کہ کسی شخص کو کسی امر کا ظہور یقین ہو جاوے کہ امام کو اس مسئلہ میں حدیث نہیں ملی اور یہہ یقین اسوقت ممکن ہے کہ تمام احادیث و آثار و اقوال موافق و مخالف و ناسخ و منسوخ مجمل و مفسر محکم و متشابہ وغیرہ اقسام احادیث سے واقفیت ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کلام جو قبل ازیں نقل ہو چکی ہے اسپر دلالت کرتی ہے اور اس قسم کا علم جسکو حاصل ہوگا وہ تقریباً درجہ اجتہاد رکھتا ہوگا اور جہاں کہیں علماء نے تقلید چھوڑ دینے کی اجازت دی ہے وہ انہیں تین صورتوں میں دی ہے غیر مقلدین غلطی سے اسکو عام موقعوں پر محمول کرکے اجماع اہل سنت کے خلاف کرتے ہیں اور یہہ مقلدین پر تہمت لگاتے ہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی حدیث پر عمل نہیں کرتے مگر ابتک جسقدر تتبع اور تفحص کیا گیا ایسا مسئلہ فقہ حنفی کا نظر سے نہیں گذرا جسکی سند صحیح یا اسکا ماخذ قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو بلکہ مذہب حنفی زیادہ تر موافق ہے قرآن و حدیث کے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقة انیقة ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ ترجمہ معلوم کرا دیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مذہب حنفی میں نہایت عمدہ طریقہ ہے جو ان طرق مسنونہ کے زیادہ تر موافق ہے جو زمانہ امام بخاری اور دیگر محدثین میں جمع کئے گئے انتہی +

اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں مکتوبات کی جلد ثانی میں ہے [illegible] روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقوی دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم اود

[illegible]

عاجز اند مجتہدات او را بواسطہ وقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واو را از
اصحاب رای پندارند کل ہذا لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی
فہمہ وفراستہ الحق لہ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب
حنفی بنظر کشفی در رنگ دریای عظیم می نماید وسائر مذاہب بر رنگ حیاض
وجداول نظر می آید ناقصان چند احادیث یاد گرفتہ اند واحکام شرعیہ را در آن
منحصر ساختہ ماورای معلوم خود را نفی می نمایند شعر ہراں کرمیکہ در سنگے نہان است
زمین وآسمان او ہمان است ٭ وای ہزار وای از تعصبہای بارد ایشان
واز نظرہای فاسد ایشان بانی فقہ ابوحنیفہ است وسہ حصہ فقہ او را مسلم داشتہ
اند ودر ربع باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست ودیگر ایشان ہمہ عیال
وی اند انتہی

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں
صفحہ ۷ میں در ازمان بعضے مردم چناں در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح
موافق احادیث است وسلوک طریقہ اقتدا واتباع در مذہب ایشان بیشتر است
ومذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رائے واجتہاد است ومخالف احادیث این سخن
غلط محض وجہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ کتاب اللہ وحفظ احادیث
رسول اللہ ومعرفت اقوال سلف شرط است ولے آں درست سیتے وبدون
قیاس واجتہاد امام اعظم ایشان اقدم واسبق ومقرر ومسلم تمامہ امت است
این گمان را مجال نہ بود ناگہ سبب وقوع درین خاطر آں بود کہ بعض محدثین
کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہائیکہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح
ومشکوۃ ومانند آں دلائل مذہب خود را تتبع وتفحص نمودہ جمع کردند
ودر احادیث مذہب حنفی براہ طعن وجرح رفتند وابہا بے گوشنگ

تعصبی نخواهند و اکثر ایشان با بوحنیفه بے گوشه تعصبی نباشند عفا الله
عنهم و نظر در کتب حنفیه که در دیار عرب مشهور است باید انداخت تا
حقیقت حال منکشف گردد مواهب الرحمن کتابے است درین مذهب
مناهج او التزام کرده است که دلیل از آیات قران و احادیث صحیحه
بیارد و گفته اند که نزد وے رضی الله عنه صندوقها بود که احادیث مسموعه
خود را دران ضبط کرده و گفته اند که مشائخ او که از ایشان استماع حدیث کرده
ورائے صحابه که از ایشان شنیده از تابعین سه صد کس بوده اند و ابنا
که از وے مستند کرده اند پانصد کس اند و مجموعهٔ سنادوے در علم چهار هزار
کس اند و جمعی اثرا بر ترتیب حروف هجی جمع کرده اند و چون احادیث
که امام شافعی بدان تمسک نموده امام ابوحنیفه بدان تمسک نه نموده
مردم گمان کرده اند که مذهب او مخالف احادیث است حالانکه درینجا
احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از انکه بدان اخذ و تمسک نموده
واین معنی به تفصیل بیان کرده و اثبات نموده اند ما اگر ازو ذکر کنیم
سخن دراز گردد و بالفعل ان مباحث موجود است طالب حق را باید
که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع منقول و معقول است
و با آنکه در اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن بود که
در تفهیم و تبیین مذهب خود بجهت رعایت طبائع عامه خلق که مجبول اند
بر تطابق معقول و منقول و تائید نقل بعقل اکتفا بر دلیل معقول
کردے و بقصد تسلیه و تشفیه طبائع ایشان در کشف آن میکوشید
و الا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال صحابه
بود و خود چه صورت دارد که بے رجوع بکتاب و سنت و اجماع

تمسک بقیاس کنند و حالانکه شرط عمل بدان عدم آن احوال است و دلائل
عقلی ایشان در حقیقت مداحے تایید و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی
بموافقت وے قیاس را و لابد از احادیث آنچه موافق بقیاس بود ارجح است
نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشند و نیز علم به صحت و ضعف احادیث
در زمان متاخرین خلاف زمان سابق است چه میتواند که حدیثے در زمان ایشان
صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت و قبول در رواة که واسطه بودند میان
ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پس از آن جهت رواة
دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین
بضعف حدیثے لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابو حنیفه رحمة الله علیه
و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت [illegible] فضل و کمال
مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض
متقدمین را نیز با آنجناب حسد گونه بود و در حقیقت هر که فاضلتر محسودتر
شافعیه را نیز این حال است امام شافعی رحمة الله علیه را ببینید که چه
مدح وے و مدح اصحاب وے میکند و میگوید الناس کلهم عیال ابی حنیفه
و آنچه انکار تقلید و اتباع امام ابو حنیفه باحادیث و اقوال صحابه است
دیگر را نیست اصحاب ابو حنیفه بر همه متفق اند که حدیث هر چند اسناد
او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد داشت و وی
رضی الله تعالی عنه تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نه کند و عمل
بحدیث و اقسامه از دست نه دهد امام شافعی قیاس را بر چندین
از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس
منصوص العله عمل نه کند و قیاس تناسب و قیاس شبه . قیاس طرد همه نزد وے مردود

وغیرہ معمول است و در چندیں مواضع قیاس را با حادیث ترک دادہ و امام شافعی
عمل بقیاس کردہ اگر آنرا ذکر کنم بدرازی کشد و ابو حنیفہ تقلید صحابی را و در بعضی
صحابی باجتہاد خود گوید واجب داند و شافعی گوید ہم رجال و نحن رجال یعنی
ما و ایشان در اجتہاد برابریم و ہمہ مجتہد ایم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد
نقلیست کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ عجب از مردم کہ مرا میگویند کہ فتوی
برائے خود میدہی و حال آنکہ من ہرگز فتوی ندادہ ام مگر آنچہ ماثور و مرویست انتہی
ملخصا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ ا
لعظام و صحابہ الکرام +

تمت

تقریظ و تاریخ نتیجهٔ فکر بلند آسمان پیوند عالم جلیل فاضل بے عدیل زبدة الادبا
ناصر الاسلام محمد شفیع ناصر رامپوری مد ظله العالی

فلاح دو جهانی و تقلید خاک بوسی عتبه طاعت سبحانی ست - که از سجدهٔ دیرین او جبین را ضیا بر ضیا حاصل
و صلاح دارینی در تقلید امتثال اوامر مرضیات یزدانی است که از بجا آوری او آئینهٔ خاطر از جلا بر جلا مشمول
و سرمایهٔ دولت جاودانی در تقلید خاشاک روبی در محبوب حمانی ست که توقیع اظهار بهار - نقد جاوید نورد
کتاب مختص بذات خاص اوست و خلعت انوار اسرار و مار سبنناک الا رحمة للعالمین - زیبا
بر بالای والای ذو اختصاص او سه زان ازلی مکتب و امی لقب - عقل کل آموخته لوح ادب
هر سخنش کاصل مسلمانی است ٭ حاشیه نامهٔ ربانی ست ٭ گرچه که یوسف ز نمک کم نداشت ٭
از نمکش چاشنی هم نداشت ٭ مرده او خضر بحیوان خویش ٭ تشنهٔ او نوح بطوفان خویش ٭
باد همیشه ره ما سوی او ٭ سرمهٔ ما خاک سر کوی او ٭ مایهٔ کامل الحیاء صلوٰة و تسلیم نثار بارگاه الاثیر
باد - و خلعت مطلع الانوار نثار و تکریم پیش کش آل و اصحابش - اما بعد بر ضمیر منیر تشنگان
آب زلال تحقیق و توفیق هویدا باد که رسالهٔ التمهید فی بیان ضرورة التقلید مولفهٔ سر آمد علمای عصر
آیة من آیات رب اکبر عالم المتین فاضل العظیم برهان الفضلا شیخ العلما اخی اعظم استاذنا المکرم
مولنا حافظ مشتاق احمد صاحب لازال شمس فیوضه بازغة که بالطبع آمده و زلیور ظهور پوشیده الحمد
چه تحقیقی که مثلش از زاویهٔ عدم بر منصهٔ ظهور جلوه افروز نشده و چه تحریری که فصحای عرب را اخوان
همگشته - الحق عباراتی ست در لطافت چون جان شیرین و در طراوت چون مرجان نگین
حل مشکلات و کشف معضلات اثر فیض خامهٔ اوست - افتتاح مغلقات و تفصیل مجملات خاصه
نامهٔ او اطراف کتاب از نسیم فضایل مصنف چون حواشی گلستان معطر و مشام مستفیدان

از روایح فواضل مولف ہمچون موی عنبر بویان معنبر ؎ بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببوار باب معنی را ؛ الفاظ دل فریبش چون شکر خندہ شکر لبان شور انگیز
و معانی جانفزایش چون طرہ گلرخان دل آویز لاریب این گلدستہ چمنستان ہدایت ہمان است
اگر بچشم انصاف بین دیدہ آید جادہ حق و صواب و قعر غواب و عتاب بچشم زدن ہویدا گردد
مدعیان عدم تقلید تا حال این ہم نمی دانند کہ در کدام مسایل ضرورت تقلید است درین
رسالہ تفصیل و تشریح کردہ شد کہ در فلاح مسایل بدون تقلید گریزی نیست و در فلان مسایل
کسی مقلد کسی نیست فی الجملہ کتابی است عجیب و رسالہ ایست غریب تشنگان آب
زلال تحقیق را باید کہ خود را بہ این چشمہ فیوضات خود را برسانند و گم کردگان جادہ سعادت
را شاید کہ بیک لمحہ معیت این بدرقہ ہدایت نگذارند ؎ ای ناصر آشفتہ نوا سلسلہ کلام دراز کشید
و زمام سخن بطول انجامید باید کہ رجوع بتاریخش کنی ـ و از ملہم غیبی تائیدش جوی

قطعہ تاریخ مصنف کتاب

ثم منہ الکتاب تصنیفا ⁂ بہ بیان بیانہ الرصیع
قلت للقلب بالہ ابتاریخ (قال) ان ھذا الکتاب احسن بدیع

۱۳۰۵ ہجریہ

ایضا قطعہ تاریخ طبع رسالہ

یہی نوشت رسالہ جناب مولانا ⁂ بہ نہج نہج ہمایون بہ طرز طرز جدید
عجب کلام عجب طرز ہی عجب تحقیق ⁂ ہر کلمہ کلمہ سی ہی پیدا اگر شمہ توحید
جمال صبح سعادت ہی یا گل تحقیق ⁂ طلسم خانہ عبرت ہی یا کلام وحید
خیال و فکر تہا تاریخ کا کہا اعلی ⁂ عجب ہی چیز ہی ناصر رسالہ تقلید

KBOPL
U297.2 M548T
HL8966